۶۰

استقلال سے تبلیغ کرو

(فرمودہ ۱۴/ ستمبر ۱۹۲۸ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے ہمیں وہ چیز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ملی ہے جس کا نام صراط مستقیم ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ صراط مستقیم ہر اس طریق اور راستہ کو کہتے ہیں جس سے انسان ایک منزل مقصود پر پہنچے جس کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکے اور جس کے ذریعہ وہ ہلاکت اور تباہی سے بچ سکے لیکن حقیقی اور کامل صراط مستقیم وہی ہے جو انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچائے باقی جتنی چیزیں ہیں وہ اسباب اور ذرائع ہیں۔ اگر کسی کو اعلیٰ اخلاق کی توفیق ملے تو اس کے لئے خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے ایک دروازہ کھل گیا۔ اسی طرح عبادت بھی ایک ذریعہ ہے اور اگر کسی کو اس کی توفیق ملے تو اسے خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ایک ذریعہ حاصل ہو گیا۔ یہ چیزیں اپنی ذات میں مقصود نہیں ہیں۔ اسی طرح شفقت علی الناس بھی اپنی ذات میں مقصود نہیں جس طرح کہ انسان کی اس دنیا کی زندگی اپنی ذات میں مقصود نہیں۔ اور جب انسان کی زندگی مقصود بالذات نہیں تو اس کی زندگی کے سامان کس طرح مقصود بالذات ہو سکتے ہیں۔ پس شفقت علی الناس بھی مقصود نہیں بلکہ خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اسی طرح سب قسم کی کامیابیاں، علم کا حصول، عقل، تجربہ اور اموال کا حصول، عزت و مراتب یہ سب چیزیں اپنی ذات میں مقصود نہیں۔ یہ یا تو اعمال کے نتائج ہیں یا پھر اصل مقصود کے ذرائع ہیں مقصود بالذات نہیں۔ اصل مقصود صرف اللہ کی ہستی ہی ہے اور اس کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنا انسان کی اصل غرض ہے۔ پس مؤمن جب اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ[1] کہتا ہے تو یہی دعا کرتا ہے کہ خدا کے قرب کے ذرائع اسے معلوم

ہو جائیں۔ گو عارضی اور درمیانی ضرورتیں بھی اس میں آجائیں گی لیکن اس کا حقیقی مقصود اللہ کا قرب ہی ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اس مقصد کا راستہ ہمارے لئے کھولا گیا ہے اور آپ نے اس مقصود کو ہم سے بہت قریب کر دیا ہے۔ اگر ایک انسان کی کوشش، محنت اور تقویٰ دوسرے کے کام آسکتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ اصل مقصود ہمیں مل گیا لیکن یہ خدا کی سنت نہیں کہ کسی کی محنت دوسرے کے لئے کافی ہو سکے۔ پس گو ہمارے واسطے یہ دروازہ کھول دیا گیا ہے اور راستہ بہت چھوٹا کر دیا گیا ہے مگر پھر بھی خود کوشش کرنے کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔ اسی کی طرف حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:-

"اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے اور اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔ کیونکہ جو کوئی اپنی جان بچانا چاہے اسے کھوئے گا"۔[۲]

(متی باب ۱۶ آیت ۲۴)

پس جب تک انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنے آپ کو طرح طرح کی مشکلات میں نہ ڈالے خدا تعالیٰ کو نہیں پا سکتا۔ گو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ تک پہنچنے کا دروازہ کھول دیا ہے پھر بھی مصائب اٹھانے اور تکالیف سے گذرنے کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جسے حضرت مسیحؑ اول نے اپنی صلیب آپ اٹھانے سے تعبیر کیا اور جس کا نام قرآن کریم میں مجاہدہ یا ابتلاء رکھا گیا ہے۔ پس جب تک انسان ان دروازوں سے نہ گذرے منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ ہم سے پہلے لوگ اس راستہ اور اس دروازہ کو ڈھونڈتے تھے اور اس کی تلاش میں سرگرداں تھے، وہ اس کے لئے وظائف کرتے اور راتوں جاگتے تھے، وہ چھ چھ ماہ اور سال سال بھر بلکہ دو دو تین تین سال تک متواتر روزے رکھتے تھے اور بعض تو چھ چھ ماہ کا ایک روزہ رکھتے تھے صرف چلو بھر پانی اور چند دانے جو پر گذارہ کرتے تھے لیکن پھر بھی وہ خدا کو نہیں پا سکتے تھے بلکہ بسا اوقات یا تو پاگل ہو جاتے تھے یا مسلول ہو کر مر جاتے تھے۔ ان روزوں کے بعد وہ نہ تو دین کے کام کے رہتے تھے نہ دنیا کے لیکن باوجود اتنے سخت مجاہدہ اور اپنی جان کو ضائع کر دینے کے وہ خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آیا اور اب آپؑ کے طفیل یہ حالت ہے کہ لوگ کھاتے پیتے اور آرام سے گھروں میں رہتے ہیں اور بغیر کسی مالایطاق تکلیف اٹھانے کے صرف تھوڑی سی توجہ اور ریاضت سے خدا کو پا لیتے ہیں۔ گویا اب یہ مثال ہو گئی ہے

کہ کھٹکھٹاؤ تمہارے لئے کھولا جائے گا صرف دستک دینے کی ضرورت ہے خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے انسان پر کھل جاتے ہیں اور بغیر مجاہدات کے کھل جاتے ہیں۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بند دروازہ کو کھول دیا اور ہمیں خدا کا قرب حاصل کرنے کا صحیح راستہ بتا دیا۔ پہلے لوگ چونکہ اس دروازہ سے ناواقف تھے اس لئے وہ سرگرداں پھرتے تھے۔ ہم چونکہ اصلی دروازہ کو کھٹکھٹاتے ہیں اس لئے وہ ہمارے لئے جلد کھل جاتا ہے۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ ہماری جماعت نے اس نعمت کو جو خدا کے فضل اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے عطا ہوئی دنیا تک پہنچانے کے لئے کیا کوشش کی ہے۔ میں نے جماعت کو متواتر توجہ دلائی ہے لیکن افسوس اب تک دوستوں میں وہ بیداری پیدا نہیں ہوئی جس کی اس کام کے لئے ضرورت ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے جب قیامت کے دن مؤمن کو اس کی کتاب دی جائے گی تو کہے گا۔ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ [۴]۔ لوگو دوڑو دیکھو میری کتاب میں کیا لکھا ہے آؤ اور میری نجات کی خوشخبری کی خوشی میں تم بھی میرے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ جب ایک مؤمن جسے اس کی اپنی نجات کی خبر دی جائے گی وہ شور مچائے گا اور سب لوگوں کو اس خوشی میں شریک کرنے کی کوشش کرے گا تو ہمیں ساری دنیا کی نجات کی خبر دی جائے اور ہم خاموش بیٹھے رہیں تو یہ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ بے شک ایک انسان کا نجات پا جانا بھی بڑی بات ہے اور خوشی کا موجب ہے لیکن ساری دنیا کے مقابلہ میں اس کی کیا حقیقت ہے۔

دیکھو انبیاء علیہم السلام دنیا کو آرام پہنچانے کے لئے اپنا آرام ترک کر دیتے ہیں اس لئے کہ لوگ مصیبت سے بچ جائیں۔ وہ طرح طرح کی مشقتیں برداشت کرتے ہیں اور لوگوں کو تباہی سے بچانے کے لئے دن رات ایک کر دیتے ہیں۔ پھر جب وہ زندگی جو سب سے زیادہ قیمتی ہوتی ہے لوگوں کے لئے قربان کر دی جاتی ہے تو دوسرے لوگوں کی زندگیوں کی ان کے مقابلہ میں حقیقت ہی کیا ہے۔ لیکن اگر ایک ایسا انسان جس کی زندگی کچھ حقیقت ہی نہیں رکھتی خوشخبری سن کر شور مچا دیتا ہے تو جس سلسلہ کو دنیا کی نجات کا راستہ بتایا گیا ہو اس کے لئے کس قدر کوشش اور شور مچانے کی ضرورت ہے۔ یقیناً انبیاءؑ کے زمانہ میں لوگ مایوس ہو چکے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب دنیا مایوس ہو چکی ہوتی ہے تو ہم بارش نازل کرتے ہیں اسی طرح انبیاءؑ بھی دنیا میں اسی وقت آتے ہیں جب دنیا پر یاس اور ناامیدی چھائی ہوتی ہے اور ان

کے آنے سے لوگوں کے دل پھر امیدوں اور امنگوں سے بھر جاتے ہیں اور سرسبز ہو جاتے ہیں۔ پس ان مایوس لوگوں کو ہوشیار کرنے کے لئے سخت جدوجہد اور کوشش کی ضرورت ہے۔ لوگ خودکشی بھی مایوسی کی وجہ سے ہی کرتے ہیں اور موجودہ زمانہ میں مذہب سے بعد اور دوری بھی دراصل خودکشی ہے۔ پس دنیا خودکشی کر رہی ہے لیکن ہمارے دوست سوئے پڑے ہیں۔ بے شک یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ گمراہ لوگ فوراً نہیں مان جایا کرتے لیکن جب دنیا کی ترقی اسی پیغام سے وابستہ ہے تو آج نہیں کل 'کل نہیں پرسوں' آخر دنیا اس طرف آئے گی۔

میں دیکھتا ہوں کہ تبلیغ کی بھی ایک رَو ہماری جماعت میں چلتی ہے۔ بعض دنوں میں تو چاروں طرف سے خبریں آتی ہیں کہ فلاں جگہ اس طرح تبلیغ کی گئی اور اتنے لوگ سلسلہ میں داخل ہوئے۔ لیکن کبھی بالکل خاموشی چھا جاتی ہے حالانکہ جو کام استقلال اور مداومت سے کیا جائے اس کے نتائج بمقابل اس کے جو وقفہ کے بعد کیا جائے بہت اعلیٰ اور شاندار ہوتے ہیں۔ پس متواتر تبلیغ کرنی چاہئے۔ کسی ڈاکٹر سے پوچھو اگر استقلال سے علاج نہ کیا جائے تو بیمار کوئی فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ بسا اوقات مہینہ ڈیڑھ مہینہ کا علاج دوائی کے ایک ناغہ سے بے سود ہو جاتا ہے اور تمام محنت رائگاں چلی جاتی ہے۔ پس استقلال سے کام کرنا چاہئے۔ شہروں میں قصبوں میں محلوں میں ہر ایک گلی کوچہ میں اور ہر ایک گھر میں تبلیغ حق پہنچانے کا انتظام کرنا چاہئے۔ اب تو خدا تعالیٰ کا فضل ہے ہمیں بہت سی سہولتیں میسر ہیں جو پہلے نہیں تھیں۔ پہلے کہا جاتا تھا مرزا صاحب نے آکر کیا کیا مگر اب لوگ اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت بڑا کام کیا۔ اور آپ کا یہی کام بہت بڑا ہے کہ آپؑ نے ایک ایسی جماعت پیدا کر دی ہے جو صحیح معنوں میں مسلمانوں کی خدمت کرنے والی ہے یہ ایک ایسی بات ہے جو پہلے ہمیں حاصل نہ تھی۔ اب لاکھوں انسان ایسے ہیں جو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے بہت کام کیا۔ پھر پہلے یہ بھی مشکل تھی کہ بعض دفعہ ساری قوم بلکہ سارے علاقہ سے ایک ہی احمدی ہوتا تھا اور وہ زور سے تبلیغ نہیں کر سکتا تھا مگر اب یہ حالت ہے کہ بعض علاقوں میں اکثریت احمدیوں کی ہے۔ اس وقت اگر ذرا سا بھی زور لگا دیا جائے تو کامیابی بہت آسان ہے۔ پس ایسے وقت میں جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کامیابی کے راستے کھول دیئے ہیں غفلت کرنا بہت خطرناک ہے۔

میں دیکھتا ہوں قادیان والوں کو بھی دورہ ہوتا ہے بعض اوقات تو سنتے ہیں کہ فلاں آدمی

ٹھیکریوالہ گیا ہوا ہے اور فلاں پھیرو چیچی تبلیغ کر رہا ہے لیکن کبھی یہ حالت ہوتی ہے کہ آنکھ ہی نہیں کھلتی۔ پس میں قادیان والوں کو بھی اور باہر کے دوستوں کو بھی تحریری کام کرنے والوں کو بھی اور تقریری کام کرنے والوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں کہ تبلیغ کا یہی زمانہ ہے اب جو لوگ جماعت میں داخل ہوں گے ان کی صحیح تربیت ہو سکے گی۔ کیونکہ اس وقت ایسے لوگ موجود ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فیض یافتہ ہیں۔ ان لوگوں کی وفات کے بعد کثرت سے لوگ جماعت میں داخل ہوئے تو خطرہ رہے گا کہ ان کی صحیح تربیت نہ ہو سکے یا ایسی صحیح نہ ہو سکے کہ وہ آئندہ نسلوں کی اصلاح کر سکیں۔ پس یہ نازک موقع ہے اس وقت جتنے بھی زیادہ لوگ جماعت میں داخل ہوں گے ان کی تربیت صحیح طور پر ہو سکے گی اور وہ آئندہ نسلوں کی اصلاح کے قابل ہو سکیں گے۔

پس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہماری جماعت کے لوگوں کو اس کی توفیق دے اور اس کا کلام جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل فرمایا کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"[4] ہمارے ہاتھوں سے پورا ہو اور ہم اس کے شاندار نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ آمین

(الفضل ۲۱/ ستمبر ۱۹۲۸ء)

[1] الفاتحہ : ۶

[2] متی باب ۱۶ آیت ۲۴ بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور مطبوعہ ۱۹۹۴ء

[3] الحاقۃ : ۲۰

[4] تذکرہ صفحہ ۳۱۲ ایڈیشن چہارم